باب#۱۱۱

ایک مخلوط معاشرے میں اہلِ ایمان کی شناخت

سورۃ البقرۃ [آیات: ۱تا ۷]

۳۴	اللہ کا نبی برحق، یہود و منافقین کے شور و غوغا کے درمیان
۳۶	مدینے کے ہٹ دھرم منکرین ہرگز ایمان نہیں لائیں گے
۳۹	امتِ مسلمہ کی گمراہیوں میں یہود و نصاریٰ سے مماثلت
۳۹	منکرین اہلِ یثرب پر اتمامِ حجت

باب#۱۱۱

ایک مخلوط معاشرے میں اہلِ ایمان کی شناخت

سورۃ البَقَرَۃ [آیات: ۱ تا ۷]

ہجرت کے بعد مدینے کے ابتدائی ایام میں نازل ہونے والے قرآنی اجزا میں سورۃ البقرہ اُس دور کی ضروریات کو واضح کرتی ہے۔ مدینہ کا ماحول، مکہ کی بہ نسبت سے یوں بڑا مختلف ہے کہ یہاں اُن لوگوں سے سابقہ ہے جو انبیاء کی تعلیمات سے بخوبی واقف تھے اور رب العالمین کی نازل کردہ پہلی کتب کے امین تھے۔ ماضی قریب میں اُنھوں نے شور و غوغا مچایا ہوا تھا کہ "اللہ کا ایک نبی آنے والا ہے جس کی قیادت میں وہ عربوں پر غالب آجائیں گے اور بس جلد ہی اُن کی نشاۃِ ثانیہ کا دور شروع ہونے والا ہے۔" مکہ میں اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ ﷺ کی آمد کی خبر تو اُنھیں کم و بیش آٹھ نو برس قبل ہی مل گئی تھی اور وہ مشرکین مکہ کو آپؐ کی نبوت کو باطل ثابت کرنے اور آپؐ کی صداقت کو جانچنے کے لیے طرح طرح کے اعتراضات اور سوالات سکھاتے رہے مگر قرآن ہر اعتراض کا مسکت جواب دیتا رہا اور ہر سوال کا جواب، جو اُن کے خیال میں سوائے ایک نبی کے اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا، اُنھیں محمد ﷺ کی زبانی دِلواتا رہا۔ یہود اپنے سکھائے پڑھائے ہوئے اعتراضات و سوالات کے جواب میں نازل ہونے والے قرآنی اجزا کا کبھی بھی رد نہ کر سکے۔ اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ مکے میں اُٹھنے والا اللہ کا نبی موعود جلد ہی اُن کے علم کا بھرم کھول دے گا اور اُن کے علاقے میں سربراہِ مملکت بن کر آجائے گا۔

اللہ کا نبی برحق، یہود و منافقین کے شور و غوغا کے درمیان

مدینے میں اہلِ ایمان کو منظم کرنے اور اُن کی تربیت کرنے کا کام بہت اہم تھا۔ اس کام میں پہلی ضرورت اس بات کی تھی کہ یہود اور منافقین کی جانب سے ڈالے ہوئے ابہامات [confusions] اور فکری مغالطے صاف کیے جائیں۔ یہود کا اپنی مستحکم علمی برتری کی بنیاد پر دعویٰ یہ تھا کہ جس نبی کے ہم منتظر ہیں ہم اُسے اپنی کتاب کے علم سے پہچانتے ہیں۔ منافقین کا زور سارا عصبیت پر تھا۔ اُن کا کہنا تھا کہ یہ شہر سے باہر کے آئے ہوئے لوگ کیوں ہمارے وسائل پر بوجھ بن رہے ہیں۔ وہ کنجوسی اور تنگ دلی کی

دعوت کے ساتھ یہود کی طرف اپنے پرانے تعلقات کو بحال رکھنے پر بھی زور دیتے تھے کہ یہود یہاں کے قدیمی باشندے ہیں، شہر کے وسائل پر اور ہماری محبتوں پر اِن کا زیادہ حق ہے بہ نسبت مکہ سے آئے ہوئے اِن نووارد مہاجرین پر! مکہ سے آنے والے محمد ﷺ نے تو یثرب کے دونوں حریف قبائل، اوس اور خزرج کو شیر وشکر کردیا تھا اسلام کو بے دخل کرنے کے لیے ضروری تھا کہ اِن کی باہم دوستی و محبت کو ختم کیا جائے، اس کے بغیر نہ محمد ﷺ کی قیادت کو چیلنج کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہود سے پرانے تعلقات کو بحال کیا جا سکتا ہے۔

یہود کی جانب سے پہلا اعتراض یہی تھا کہ اس نئے دین کو پیش کرنے والا، سچا نبی نہیں اور اس کی پیش کردہ کتاب، اللہ کی کتاب نہیں ہے اور جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہیں وہ دھوکہ کھائے ہوئے لوگ ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ، اس کتاب کی تصدیق کرتے ہیں اور اہلِ ایمان کے اوصاف گنواتے ہیں۔ اِن اوصاف میں اقامتِ صلوٰۃ مومنین کی تنظیم کی ضمانت دیتی ہے اور نفاق کی جڑ کٹتی ہے۔ اللہ کی راہ میں کھلے دل سے خرچ کرنے کی تلقین اُس کنجوسی اور تنگ دلی کو ختم کرتی ہے جو مہاجرین کی مدد کرنے کے خلاف منافقین کی مہم کا فلسفہ تھا۔ سابقہ کتب پر ایمان اور اُن کی تصدیق کے ساتھ آگے بڑھنے کے اعلان سے یہود کی کتاب اللہ کے علم پر اجارہ داری کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔

۹۶: سورۃ البَقَرَۃ [۲ — ۱: الٓمّٓ] آیات ۱ تا ۷

نزولی ترتیب پر ۹۶ویں تنزیل، پہلے پارے میں، سورۃ نمبر ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖ فِیۡہِ ۚ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲﴾ الف، لام، میم؛ یہ بات ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، پس اس کے مندرجات ہر شبہ سے پاک ہیں ہر آن اللہ کا خوف رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک ہدایت نامہ ہے ○ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾ وہ لوگ جو بِن دیکھے اس میں بیان کردہ غیب[۵] کے حقائق کو تسلیم کرتے ہیں، بااہتمام نماز ادا کرتے اور اُس سے سوسائیٹی

۵ جیسا پچھلی آیہ مبارکہ میں بیان ہوا کہ قرآن صرف اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے نسخہ ہدایت ہے اب اِن ڈرنے والوں کی شناخت کے لیے اُن کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں، جن میں اوّلین یہ ہے کہ وہ اللہ اور اُس

میں منظم[6] کرتے ہیں، جو کچھ بھی ہم نے اِنھیں عطا کیا ہے، اس میں سے ہماری خوش نودی کے لیے بے دریغ خرچ کرتے ہیں وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ یہ لوگ اس قرآن پر، جو تم پر نازل کیا گیا ہے اور اُن تمام کتابوں[7] پر جو اے محمدؐ، تم سے پہلے نازل کی گئی ہیں ایمان لاتے ہیں، اور آخرت پر یعنی قیامت حشر و نشر اور حساب، کتاب اور جنت و دوزخ پر یقین رکھتے ہیں ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے راہِ ہدایت پر ہیں اور انجامِ کار یہی نجات پانے والے ہیں ○

مدینے کے ہٹ دھرم منکرین ہر گز ایمان نہیں لائیں گے

مکہ میں دعوت کو قبول نہ کرنے والوں کے بارے میں اتمامِ حجت کا اور ختمِ قلوب کا جو فیصلہ پیہم دعوت دینے کے برس ہا برس بعد کیا گیا، وہ فیصلہ بلکہ اُس سے زیادہ سخت فیصلہ مدینے میں انکار کرنے والوں کے بارے میں دعوت کے اوّلین ایّام میں کیا جا رہا ہے، کیوں؟ .... اِس لیے کہ مکہ میں تو مخاطبین وہ تھے، جن کے پاس ایک طویل عرصے سے کوئی نبی نہیں آیا تھا، جن کے پاس کوئی الہامی کتاب نہیں تھی، جو آخرت اور جبریلِ امینؑ سے ناواقف تھے۔ مدینے کے یہود نہ صرف انبیاء کو جانتے مانتے بلکہ حامل کتاب تھے اور گزشتہ آٹھ نو برس کے دوران مکہ میں مبعوث ہونے والے نبی کو ہر

کے رسول کی بتائی ہوئی اُن حقیقتوں کو تسلیم کرتے ہیں جن کی آنکھ یا دیگر حواس تصدیق کرنے سے عاجز ہیں۔

٦ اہلِ تقویٰ کا ایمان بالغیب کے بعد دوسرا بڑا وصف یہ ہے کہ وہ معاشرے میں نماز کا اس طرح اہتمام کرتے ہیں کہ وہ معاشرے کا ایک موثر ادارہ (institution) بن جاتی ہے، مساجد کے نظام سے پابندی وقت کے ساتھ خشوع و خضوع سے نماز کی ادائیگی کے ساتھ مسجد کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مرکز بننا اقامتِ صلوٰۃ کا مظہر ہوتا ہے۔

٧ کتاب سے فیض یاب ہونے والے متقین کا تیسرا وصف یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں بے دریغ اپنے مال کو لٹانے والے ہوتے ہیں اور نہ صرف وہ قرآن کو تسلیم کرتے اور اُس کی ہدایات کی پیروی کرتے ہیں بلکہ سابقہ انبیاء پر نازل ہو چکنے والی تمام کتابوں کو اللہ کی بھیجی ہوئی کتب تسلیم کرنے میں کوئی عصبیت ان کے آڑے نہیں آتی۔

طرح جانچ پرکھ کر اُس کی نبوت کی صداقت کو جان چکے تھے۔ اُن کا انکار محض اس ہٹ دھرمی کی بنا پر تھا کہ یہ نبی بنو اسرائیل میں سے کیوں مبعوث نہیں ہوا۔ اِس بات کی تصدیق اُمّ المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب کی اس روایت سے ہوتی ہے جو ابن ہشام نے بیان کی ہے۔ انھوں نے فرمایا: میں اپنے والد اور چچا ابو یاسر کی نگاہ میں اپنے والد کی سب سے چہیتی اولاد تھی۔ میں چچا اور والد سے جب کبھی ان کی کسی بھی اولاد کے ساتھ ملتی تو کسی کے بجائے مجھے ہی گود اُٹھاتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قباء میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں نزول فرما ہوئے تو میرے والد حیی بن اخطب اور میرے چچا ابو یاسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے کے لیے صبح سویرے نکلے اور سورج ڈھلے واپس آئے۔ بالکل تھکے ماندے، لڑکھڑاتی چال چلتے ہوئے۔ میں حسبِ معمول ان کی طرف دوڑی، لیکن وہ اس قدر پریشان تھے کہ واللہ! اُن دونوں میں سے کسی نے بھی مجھے پیار نہ کیا اور میں نے اپنے چچا کو سنا وہ میرے والد [حیی بن اخطب] سے کہہ رہے تھے:

کیا یہ وہی ہے؟

انہوں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم۔

چچا نے کہا: آپ انھیں ٹھیک پہچان رہے ہیں؟

والد نے کہا: ہاں!

چچا نے کہا: تو اب آپ کے دل میں ان [پر ایمان لانے] کے متعلق کیا رائے ہے؟

والد نے کہا: دشمنی اور مخاصمت- اللہ کی قسم- جب تک زندہ رہوں گا۔

(ابن ہشام ۱/۵۱۸، ۵۱۹)

یہود کے اِس رویّے کی تصدیق یہودی عالم دین عبداللہ بن سلامؓ [سابق حصین بن سلام] کے ایمان لانے کے واقعہ [۸] سے بھی ہوتی ہے۔

---

۸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے تشریف لائے تو یہودی عالمِ دین حصین بن سلام نے آپؐ سے ملاقات کی اور کچھ سوالات دریافت فرمائے۔ جوابات سن کر اُنھوں نے کہا: یا رسول للہ! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ

قارئین اِن دونوں واقعات سے جان سکتے ہیں کہ یہود کو محمد ﷺ کے سچے نبی ہونے میں کوئی اشتباہ نہیں تھا۔اللہ کو لوگوں کے ایمان سے کوئی دشمنی نہیں ہوتی۔جب کبھی اللہ کا نبی دنیا میں آیا ہے تو اللہ نے دلائل و براہین سے اور اپنے عطا کردہ معجزات سے لوگوں کے دلوں کو اُس کی نبوت و صداقت پر قائل کیا ہے،لوگوں پر من جانب اللہ حجت تمام ہوتی ہے مگر لوگوں کا نفس اور پندار آڑے آتا ہے اور وہ اللہ کی بندگی کے بجائے اپنے نفس کی بندگی کو ترجیح دیتے ہیں اور اُن کے قلوب پر مہر لگ جاتی ہے [قرآن مجید کے الفاظ میں ختمِ قلوب ہو جاتا ہے] وہ ایمان قبول ہی نہیں کر پاتے،اُن کا نفس اُن کو اُن کے سچے ہونے کا یقین دلاتا رہتا ہے۔

کے سچے رسول ہیں. نبی ﷺ نے ان کے قبول اسلام پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حصین بن سلام کو تبدیل کر کے اُن کا اسلامی نام عبداللہ بن سلامؓ رکھا۔عبداللہؓ نے کہا کہ یارسول للہ میری قوم بڑی بدطینت ہے،یہ سن کر کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، مجھ پر طرح طرح کے بہتان باندھیں گے۔اس لیے میرے اسلام قبول کرنے کی خبر اُنھیں دینے سے پہلے اُن سے دریافت کر لیں کہ وہ میرے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے اکابرین کو بلوایا، جب وہ آگئے تو آپؐ نے فرمایا: تم توریت میں ایک آنے والے نبی کی نشانیاں پڑھتے ہو اور جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، میں تمھارے سامنے دین حق پیش کرتا ہوں تاکہ اُسے قبول کر کے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں حاصل کرو۔یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں مانتے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔آپؐ نے پوچھا کہ حصین بن سلام تمھاری قوم میں کیسے ہیں؟یہودیوں نے بہ یک آواز جواب دیا کہ وہ ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے ہیں، وہ ہمارے عالم کے بیٹے ہیں، وہ ہم میں سب سے اچھے اور سب سے بہتر کے فرزند ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو کیا تم بھی تصدیق کرو گے۔یہودی ناک بھوں چڑھا کر بولے اللہ انھیں آپؐ کی حلقہ بگوشی سے محفوظ رکھے۔ایسا ہونا ناممکن ہے۔ آپؐ نے عبدللہ بن سلامؓ کو سامنے آنے کا حکم دیا. وہ آئے اور یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے اعیان قوم! اللہ واحد سے ڈرو اور اللہ کے رسول محمدؐ پر ایمان لاؤ، بلاشبہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں! یہود غم و غصہ سے دیوانے ہو گئے. اور چیخ چیخ کر کہنے لگے. یہ شخص (عبدللہ بن سلامؓ) ہم میں سب سے بُرا اور سب سے بُرے کا بیٹا ہے. ذلیل بن ذلیل اور جاہل بن جاہل ہے. عبداللہؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول، آپؐ نے اِن کی اخلاقی حالت دیکھ لی، مجھے اِن لوگوں سے اسی افتراء پردازی کا اندیشہ تھا۔

امتِ مسلمہ کی گم راہیوں میں یہود و نصاریٰ سے مماثلت

نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اگر ایک گوہ کے بِل میں گھسے ہیں تو میری امت بھی اُسی گوہ کے بل میں گھسے گی[9]۔ یعنی اُسی نوعیت کی گم راہیوں میں مبتلا ہو گی۔ صادق و مصدوق کی اس بات کی تصدیق دعوت الی اللہ کے مقابلے میں ختمِ قلوب کے مظاہر سے دیکھی جاسکتی ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد دین کے احیا کی دعوت جب، جب امت مسلمہ میں اُٹھی ہے، خود کلمہ گو مسلمانوں ہی کے درمیان سے حاملین جبہ و دستار، ہر دم قال اللہ و قالَ رسول اللہ کرنے والوں نے بادشاہوں، فاسقوں فاجروں اور ظالموں کی حمایت میں یہود کی مانند دینِ حق کی مخالفت کی ہے۔ ہند و پاک سے لے کر تا بہ خاکِ کاشغر اس کے نمونے ہر جگہ ہر دور میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

منکرین اہلِ یثرب پر اتمامِ حجت

مالکِ کائنات کی جانب سے اہلِ ایمان کی شناخت مستحکم کرنے کے لیے آپ اس سورہ مبارکہ کی پہلی پانچ آیات کا مطالعہ کر چکے ہیں، اگلی دو آیات میں سے پہلی یہود پر اتمام حجت کا اعلان کر رہی ہے، منکرینِ مدینہ کے لیے یہ آیۃ، منکرین مکہ کے لیے سورۃ الکافرون کی مانند اعلانِ اتمامِ حجت ہے۔

> اِنَّ الَّذِيۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿٦﴾ اِن
>
> مبارک لوگوں کے برخلاف ہٹ دھرم منکرین[10] کے لیے یکساں ہے کہ اُنھیں انجامِ بد سے ڈراؤ یا نہ

9 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ؟

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا پھر اور کون۔ [بخاری: كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ:]

10 مدنی زندگی کے بالکل ابتدائی زمانے میں نازل ہونے والی اِس آیہ مبارکہ میں بوقتِ نزول اِن ہٹ

ڈراؤ، وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰٓى
اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؗ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۷﴾ ہٹ دھرمی کے سبب دعوتِ حق کو سمجھنے ١٦
اور سننے کے لیے، اللہ نے اُن کے دلوں اور ان کے کانوں پر مُہر" لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے؛
اُن کے لیے ایک سخت سزا منتظر ہے ○ ١٦

☆☆☆☆☆

دھرموں سے مراد علمائے یہود کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے، جن سے توقع تھی کہ وہ تورات کی تعلیمات سے آگاہ ہونے کے سبب، سب سے پہلے آگے بڑھ کر ایمان قبول کرنے والے بنیں گے۔

١١ مذکورہ ہٹ دھرم لوگوں کے پندارِ نفس نے جب اُنھیں ایک بار حق کو جھٹلانے پر آمادہ کر لیا تو اپنے قول سے پیچھے ہٹنے کے لیے قبولِ حق کے دروازے نفسیاتی طور پر ہر انکار کے ساتھ مزید سختی سے بند ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ اللہ نے اُن کی آنکھوں، کانوں اور قلوب کو اِس کام کے لیے ناکارہ کر دیا۔ خلافتِ راشدہ کے اختتام کے ساتھ مسلمانوں کے معاشروں میں اصلاح اور احیائے دین کا کام کرنے والے اس نوع کے کرداروں کو اپنے درمیان بخوبی سر کی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں۔